نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسول الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موجودہ دَور میں ہر انسان پریشان ہے ہر کوئی کسی نہ کسی پریشانی کا شکار ہے کسی کو مالی پریشانی ہے، کسی کی گھریلو پریشانی ہے، کسی کو بیماریوں کی وجہ سے سکون واطمینان نہیں ہے اس کے بعد جب بندہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی کیونکہ ہم دعا کی قبولیت والے کام نہیں کرتے۔

دعا کے معنیٰ پکارنا، مانگنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا......دعا سکون کی خاطر دل کے اطمینان، اعصاب کی مضبوطی اور فکر کی صحیح رہنمائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں دعا مانگنے کا حکم دیا ہے وہاں قبول کرنے کا بھی وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے جب بندہ دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے مطلب یہ کہ دعا مانگنے والے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں دعا کو مومن کا ہتھیار بھی فرمایا گیا لیکن کیا وجہ ہے کہ ہم سب یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول نہیں فرماتا؟ کوئی سو سال سے، کوئی پچاس سال سے، کوئی پچیس سال سے، کوئی بیس سال سے دعا کرتا ہے مگر اُس کی دعا قبول نہیں ہوتی؟ کیا وجہ ہے کہ ہماری دعاؤں کی قبولیت کو شرف نہیں ملتا؟

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے اس کی وجہ طلب کرتے ہیں۔

حضرت ابراهیم بن ادھم علیہ الرحمۃ سے سوال

ایک روز حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ بصرہ کے بازار سے گزر رہے تھے لوگ اُن کے اردگرد جمع ہوگئے اور کہا کہ اے ابراہیم! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ مجھ سے طلب کرو میں تمہیں دوں گا، لیکن کیا وجہ ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

یہ سوال سن کر حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے دِل مردہ ہوگئے ہیں۔

لوگوں نے حیران ہوکر پوچھا وہ کیسے؟ آپ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا، وہ دس چیزیں ہیں:۔

۱...... تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا ربّ مانتے ہو جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے تم سے ازل میں لیا تھا جہاں تمام قیامت تک کہ آنے والے انسانوں کی ارواح جمع تھیں اُن ارواح سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا میں تمہارا ربّ (جل جلالہٗ) نہیں؟ تمام ارواح نے یک زبان کہا، بے شک تو ہمارا ربّ (جل جلالہٗ) ہے دنیا میں آنے کے بعد انسان اپنا وعدہ بھول گیا صرف مسلمانوں کا اپنا وعدہ یاد رہا ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا ربّ جل جلالہٗ ہے مگر ہماری دعائیں اسلئے قبول نہیں ہوتیں کہ ہم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت پہچان تو لیا مگر اس کا حق ادا نہیں کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے جو عبادات ہم پر فرض کیں ہیں وہ ہم نے ادا نہیں کی۔

ہم نماز کو چھوڑ بیٹھے، زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھنے لگے، حج کو بوجھ سمجھنے لگے، روزہ ہم سے نہیں رکھا جاتا کیونکہ بھوک اور پیاس ستاتی ہے اس کے علاوہ جو احکامات ہم پر اللہ تعالیٰ نے لازم کیے ہیں ہم اس کو چھوڑ بیٹھے ہیں اس وجہ سے ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

۲...... قرآن مجید کی تلاوت کی مگر اس پر عمل نہیں کیا

مطلب یہ کہ ہم قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو ہیں مگر کبھی اس کے ترجمے اور تفسیر کو پڑھ کر اس پر غور وخوض اور عمل نہیں کیا قرآن مجید میں جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کام نہیں کرتے جن کاموں سے روکا گیا وہ کام ہم کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہم قرآن کی برکتوں اور فیض سے محروم ہیں۔

غیر مسلم اِسی قرآن مجید کے ترجمہ پر غور کرکے اس پر ریسرچ کرکے چاند پر اور نہ جانے کہاں کہاں پہنچ گئے اور قرآن کی حقانیت کو ماننے پر مجبور ہوگئے مگر ہم مسلمان غور کرنا تو اپنی جگہ ہے ہم نے تو قرآن پر عمل کرنا بھی چھوڑ دیا ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

۳......سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ مگر ان کی سنّتوں پر عمل نہیں کرتے

آج ہم سب کا یہ حال ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر آپ کی سنتوں پر عمل نہیں کرتے یاد رہے کہ ہر دعویٰ دلیل مانگتا ہے آپ کورٹ میں مقدمہ دائر کردیں تو جج آپ سے دعویٰ کی دلیل مانگے گا اگر آپ دلیل نہ دے سکے تو مقدمہ ختم ہوجائے گا ہم سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر دلیل عمل کی صورت میں بالکل غائب ہے جس کو مولانا روم علیہ الرحمۃ اپنی مثنوی شریف میں یوں سمجھاتے ہیں۔

حکایت

ایک شہر میں ایک پہلوان رہا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ پہلوان دلاخ کے پاس گیا (دلاخ کہتے ہیں اس شخص کو جو جسم پر چیزیں بنا تا تھا یعنی اس کے پاس اوزار ہوتے تھے جن سے وہ لوگوں کے جسم پر جانور بناتا تھا) پہلوان نے دلاخ سے کہا کہ میرے جسم پر شیر بنادو کیونکہ میں شیر کی طرح بہادر ہوں جب اُس نے پہلوان کے جسم میں اوزار ڈالا تو پہلوان کی چیخ نکل گئی اور کہا کہ بھائی کیا بنا رہے ہو کہا شیر کی ٹانگیں بنا رہا ہوں۔ پہلوان نے کہا ٹانگیں چھوڑ دو اور کچھ بنادو۔

پھر دلاخ نے اوزار ڈالا تو پہلوان کی چیخ نکل گئی کہا کیا بنا رہے ہو، کہا شیر کی دُم بنا رہا ہوں پہلوان نے کہا دُم چھوڑ دو اور کچھ بنادو پھر دلاخ نے اوزار ڈالا تو پہلوان نے چیخ کر کہا اب کیا بنا رہے ہو اس نے کہا میں شیر کا منہ بنا رہا ہوں پہلوان نے کہا منہ چھوڑ دو اور کچھ بنادو یہ سن کر دلاخ نے اوزار پھینکا اور غصے میں کہا کہ ایسا شیر تو میں نے کبھی نہیں دیکھا جس کے نہ پاؤں ہوں، نہ منہ، نہ دم ہو۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ سمجھا رہے ہیں کہ ہمارا حال بھی کچھ اِسی طرح کا ہے کہ نماز نہیں پڑھنی، روزہ نہیں رکھنا، گناہوں سے باز آتے نہیں مگر دعویٰ ہے کہ عاشقِ رسول ہیں اِس پہلوان کی طرح جو دعویٰ پہلوانی کا کرتا ہے مگر جسم پر شیر بنواتا ہے وہ شیر جس کی دُم نہ ہو، پاؤں نہ ہو، چہرہ نہ ہو مگر شیر ہو۔

٤......شیطان سے دشمنی کا دعویٰ کیا مگر اعمال میں تم شیطان کے پیروکار ہو

قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ بات موجود ہے کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے الحمدللہ ہمارا اس پر ایمان بھی ہے اور کیوں نہ ہو کہ مسلمان کا ایمان وہی ہونا چاہئے جس کا اُسے حکم دیا گیا ہے مگر افسوس کہ ہم شیطان کو اپنا دشمن تو مانتے ہیں مگر پیروی بھی اُسی مردود کی کرتے ہیں اور شیطان اتنا چالاک و مکار ہے کہ وہ ہر شخص سے اپنے اپنے طریقے سے نمٹتا ہے مثلاً عالم کو علم کے ذریعے نمٹتا ہے، جاہل کو جاہلیت کے لباس میں آ کر نمٹاتا ہے۔

شیطان آہستہ آہستہ گناہوں کا احساس مٹاتا ہے شیطان انسان کو غلط راستے پر لانے کیلئے ایک دم سے کسی بڑے گناہ پر آمادہ نہیں کرتا مثلاً شیطان پہلی مرتبہ ہی کسی سے یہ نہیں کہتا کہ فلاں آدمی کو قتل کردے اس لئے کہ وہ مردود یہ بات جانتا ہے کہ بندہ فوراً انکار کردے گا کہ قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے بلکہ اس کی پالیسی یہ ہے کہ وہ انسان سے چھوٹے چھوٹے گناہ کرواتا ہے کہ کرلے چھوٹا سا گناہ ہے اس میں کیا ہوتا ہے بندہ چھوٹا گناہ کرلیتا ہے تو رفتہ رفتہ جب بندہ چھوٹے گناہ کا عادی بن جاتا ہے تو شیطان اس سے کہتا ہے کہ جب تو نے فلاں گناہ کیا تھا اس وقت تو تجھے یہ خیال نہیں آیا تھا تو اب کرلے اس کے بعد آہستہ آہستہ چالاکی اور مکاری سے شیطان بندے کو چھوٹے گناہوں کا مکمل عادی بنادیتا ہے پھر آخر میں اس سے کہتا ہے کہ جب تو نے اتنے سارے گناہ کرلئے تو پھر ایک بڑا گناہ کرنے میں کیا حرج ہے الغرض کہ بندہ پھر اس کے جال میں مکمل پھنس جاتا ہے اس کی پیروی کرتا ہے یہ جان کر کے بھی کہ وہ ہمارا کھلا دشمن ہے یہ چیز بھی دعاؤں کی قبولیت کی راہ میں آڑے آتی ہے۔

٥......تم جنت میں جانے کی خواہش رکھتے ہو لیکن ایسے عمل نہیں کرتے جو تمہیں جنت میں لے جاسکیں

کوئی مسلمان ایسا نہیں جو یہ خواہش نہ رکھتا ہو کہ اُسے جنت میں جانا ہے مگر افسوس کہ اس میں لے جانے والے اعمال نہیں کرتے جس نے اپنے نفس کو ناجائز خواہشات پر عمل کرنے سے روک لیا تو ایسے انسان کا ٹھکانہ جنت ہے اور جنت ایسے ہی انسان کیلئے تیار کی گئی ہے۔

حدیث شریف میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں سے گھیر رکھا ہے، جو انسان کی طبیعت کو ناگوار معلوم ہوتی ہے یعنی مشقت اور محنت والے کام جو طبیعت پر بار معلوم ہوتے ہیں ان سے جنت کو گھیرا ہوا ہے گویا کہ اگر تم ان ناگوار کاموں کو کرلو گے تو جنت میں پہنچ جاؤ گے اس لئے خوفِ خدا کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ ناجائز کاموں سے بچ جائیں اور جنت میں جانے کی راہ ہموار ہو۔

٦.......تم یہ کہتے ہو کہ آتشِ جہنّم سے ڈرتے ہو لیکن اپنا جسم اس میں ڈال دیا

حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دعا قبول نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ جہنم کی آگ سے ہم ڈرتے ہیں مگر کام جہنم میں جانے والے کرتے ہیں جہنم کی آگ بہت شدید ہے ایک حدیث شریف میں سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جہنمیوں کے مختلف درجات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض جہنمی ایسے ہوں گے کہ جہنم کی آگ ان کے ٹخنے تک پہنچتی ہوگی جس کے صرف تلوؤں میں چنگاری رکھی جائے گی اس کا حال یہ ہوگا کہ اس کا دماغ کھول رہا ہوگا جیسے گرم ہانڈی جب اُبلتی ہے تو جس طرح کھولتی ہے جہنمی سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب مجھے ہو رہا ہے حالانکہ وہ سب سے کم عذاب ہوگا اور بعض جہنمی ایسے ہوں گے کہ جہنم کی آگ ان کے گھٹنوں تک پہنچی ہوئی ہوگی بعض جہنمی ایسے ہوں گے کہ آگ ان کی کمر تک پہنچی ہوئی ہوگی بعض جہنمی ایسے ہوں گے کہ ان کی پسلی کی ہڈی تک آگ پہنچی ہوئی ہوگی۔

کیا حال ہوگا ہم لوگوں کا جو جلتی ہوئی موم بتی میں ایک مِنَٹ اُنگلی نہیں رکھ سکتے جہنم کی آگ کیسے برداشت ہوگی اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! پناہ مانگو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے۔

ہمیں بھی جہنم کی آگ سے ڈرنا چاہیئے۔

۷.......دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول ہوگئے لیکن اپنے عیوب کی طرف نظر نہیں کی

کسی شاعر نے اس بات کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کتنی پیاری بات کہی ؎

بدی پہ غیر کی تیری نظر ہے　　　مگر اپنی بدی سے تو بے خبر ہے

مطلب یہ کہ ہم دوسروں کے عیبوں پر نظر رکھتے ہوئے اپنے عیبوں کو بھول جاتے ہیں ہم آج دوسروں پر اُنگلی اٹھاتے ہیں مگر اپنے گریباں میں نہیں جھانکتے۔عیب ہر شخص میں موجود ہوتے ہیں عیب سے پاک ذات صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

آج کل یہ فیشن بن چکا ہے کہ ہم لوگوں میں عیب تلاش کرتے ہیں پھر فارغ وقت میں لوگوں کے عیب بیان کرتے ہیں اور پھر خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا تیر مارا ہے مگر افسوس کہ ہم یہ جانتے کہ کل ہمارے عیب بھی کھل سکتے ہیں اس لئے لوگوں کے عیب پر پردہ ڈالنا چاہیئے اور اپنے عیبوں پر نظر رکھنی چاہیئے تاکہ یہ عمل دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ نہ بنے۔

۸......تم یہ کہتے ہو کہ دنیا کسی کی دوست نہیں مگر پھر بھی مال دنیا لالچ کی بناء پر جمع کرتے ہو

حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا سبب ایک یہ بھی بتاتے ہیں کہ مالِ دنیا کی لالچ ختم نہیں ہوتی مال کو جمع کرنا بھی وبال ہے جس مال کے لالچ میں ہم ہر کام کرتے ہیں کسی کا حق مارتے ہیں کسی کو اپنے سے کم تر جانتے ہیں قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اس مال کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا حیثیت ہے۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ایک راستے سے گزر رہے تھے، راستے میں آپ نے دیکھا کہ ایک بکری کا مرا ہوا کان کٹا بچہ پڑا ہے اور اس کی بدبو پھیل رہی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کے اس مُردار بچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص اس مردار کو ایک درہم میں خریدے گا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ بچہ اگر زندہ بھی ہوتا تب بھی کوئی شخص اس کو ایک درہم میں لینے کیلئے تیار نہ ہوتا، اس لئے کہ یہ عیب دار بچہ تھا اور اب تو یہ مردار ہو چکا ہے اس لاش کو لے کر ہم کیا کریں گے؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ساری دنیا اور اس کے مال و دولت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بے حقیقت اور بے حیثیت ہے جتنا یہ بکری کا بچہ تمہارے نزدیک بے حقیقت ہے۔

مالِ دنیا دو جہاں میں ہے وبال   کام آئے گا نہ پیشِ ذوالجلال

ترمذی شریف کی حدیث کا مفہوم ہے کہ پوری دنیا کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر ایک پَر کے برابر بھی نہیں ہے اگر اس کی حیثیت مچھر کے ایک پَر کے برابر بھی ہوتی تو کافروں کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔

٩......موت کا اِقرار کرتے ہو لیکن مرنے کیلئے آمادہ نہیں

ہم لوگ اتنے دنیا داری میں لگ گئے کہ کبھی کبھی دیکھنے والے کو یہ گمان ہوتا ہے کہ اس شخص کو کبھی مرنا نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ موت کا خوف بالکل نکل گیا اس پر ایمان ہے کہ ایک دن مرنا ہے مگر اس پر آمادہ نہیں ہیں کہ وہ ایک دن آج ہی ہو سکتا ہے۔

اصلاحی لطیفہ

ہماری ملاقات ایک صاحب سے ہوئی جن کی عمر 80 سے 85 کو پہنچ چکی تھی ان کو نماز کی دعوت دی اور ساتھ ہی کہا کہ آپ کی عمر کے مطابق آپ کو کثرت سے عبادت کرنی چاہئے (ویسے تو ہر شخص کو کرنی چاہئے) خصوصاً آپ کو اس عمر میں زیادہ کثرت سے عبادت کرنی چاہئے وہ جواب میں کہنے لگے کہ کیا آپ نے ڈیڑھ سو سال کی عمر والوں کو نہیں دیکھا لہٰذا ابھی وقت بہت ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ ڈیڑھ سو سال والوں کی طرف کیوں دیکھتے ہو اس بچے کی طرف دیکھتے کیوں نہیں جو پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے تو آپ کے دل میں خوفِ پیدا ہوتا۔

الغرض کہ مرنے پر آمادگی نہیں ہے حالانکہ دنیا اور زندگی فقط موت کا انتظار ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

بڑی بے اعتبار ہے دنیا — موت کا انتظار ہے دنیا
تو خوشی کے پھول لے گا کب تلک — تو یہاں زندہ رہے گا کب تلک
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آدمی یہ سوچ پیدا کرلے کہ عنقریب مجھے مرنا ہے تو پھر دنیا سے محبت خود بخود کم ہو جائے گی مگر ہمیں یہ فکر ہی نہیں کہ ہمیں مرنا ہے۔

۱۰......تم نے دوسروں کو دفن کردیا لیکن ان سے عبرت اور نصیحت حاصل نہیں کی

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ نے دعا کی قبولیت میں رکاوٹ کے جو اسباب بتائے ہیں اُن میں آخری سبب یہ ہے کہ تم نے دوسروں کو دفن کردیا مگر عبرت و نصیحت حاصل نہیں کی ہم نے یہ نہیں سوچا کہ ایک وقت آئیگا کہ شور اٹھے گا کہ فلاں بن فلاں کا انتقال ہو چکا ہے غسل کا پانی اور تختہ تیار کیا جا رہا ہوگا۔ حسین و جمیل کپڑوں کو اُتار کر لٹھے کا کفن پہنا دیا جائے گا، اس کے بعد گھر والے کہیں گے کہ اس کو جلدی جلدی دفن کرکے آؤ پھر ہمیں کندھوں پر ڈال کر لوگ اندھیری قبر میں جس میں کیڑے مکوڑے اور سانپ، بچھو اور نہ جانے کیا کیا ہوں گے دفن کردیا جائے گا اور یوں دنیا سے ہمارا نام تک مٹ چکا ہوگا۔

ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ۔

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔۔۔ یہ عبرت کی جاہ ہے تماشہ نہیں ہے
ہوئے نام ور بے نشاں کیسے کیسے ۔۔۔ مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے

حضرت پیرانِ پیر غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہی دس اسباب ہیں جس کی وجہ سے ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

دعائیں قبول نہ ہونے کا ایک اور سبب ۔

دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تم نیکی کا حکم کرو ورنہ تم پر کسی ظالم بادشاہ کو مسلط کردیا جائے گا جو تمہارے چھوٹے پر رحم نہیں کرے گا اور تمہارے نیک لوگ دعا کریں گے مگر اُن کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی وہ معافی مانگیں گے مگر اُن کو معافی نہیں ملے گی۔ (بحوالہ از کتاب: مکاشفۃ القلوب امام غزالی علیہ الرحمۃ)

معلوم ہوا کہ دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا ایک سبب نیکی کا حکم نہ دینا ہے آج ہم نے واقعی نیکی کی دعوت نیکی کا حکم دینا چھوڑ دیا ہے۔ اپنے لئے تو سبھی جیتے ہیں...... ہم نیک اعمال کرتے ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر نیک اعمال کرتے ہیں اس کا فائدہ ہماری ذات کو ہوتا ہے اور یہ ہم پر ضروری بھی ہے کہ ہم ان فرائض کو ادا کریں لیکن اس کا فائدہ ہماری ذات کو ہوتا ہے اس کے ثمرات و برکات صرف ہمیں ملیں گے اس لئے یہ کوئی کمال نہیں ہوا مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ پیغامِ حق اور نصیحت کی باتیں دوسرے مسلمان بھائیوں تک پہنچائے۔

کیونکہ ایسے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کو علمِ دین اور حق باتوں کے بارے میں معلومات نہیں ہوتی وہ دنیاوی معاملات میں عقائد کے معاملات میں بالکل خالی ڈبے کی طرح ہوتے ہیں ایسے مسلمان بھائیوں کو عقائد کے بارے میں سمجھایا جائے تاکہ اُن کا ایمان محفوظ رہے اور ساتھ ساتھ اصلاحی باتیں بھی بتائی جائیں تاکہ اُن کے دل میں عمل کا جذبہ بھی بیدار ہو یہ ہے دوسروں کیلئے زندگی گزارنا جو کہ ہم پر لازم ہے۔

یہ حدیث شریف آپ نے سنی ہوگی کہ مومن وہ ہے جو اپنے لئے پسند کرے وہی چیز اپنے مومن بھائی کیلئے بھی پسند کرے ہم الحمدللہ مومن ہیں نماز، روزہ اور اس کے علاوہ دینی مجالس میں جانا، عقائد و اِصلاح سے بھرپور لٹریچر جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے کہ یہی معاملات ہم اپنے مسلمان بھائیوں، اپنے گھر والوں، اپنے عزیزوں رِشتہ داروں اور اپنے دوستوں کیلئے بھی پسند کریں تاکہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہم سے پوچھ گچھ نہ ہو۔

اپنے مسلمان بھائیوں کے عقائد اور اصلاح کی فکر چھوڑ دینا بھی دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ کا سبب ہے لہٰذا ہمیں چاہئے **یا شیخ اپنی دیکھ** والے کام کو چھوڑ کر ہر مسلمان کے عقائد اور اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔

اَحْسَنُ الْوِعَاءُ میں آدابِ دعا بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا نقی علی خان صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دعا کے قبول ہونے میں جلدی نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدائے تعالیٰ عزوجل تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں کرتا:

۱...... جو گناہ کی دعا مانگے۔

۲...... ایسی بات چاہے کہ قطعِ رحم ہو۔

۳...... ایسا شخص جو دعا کی قبولیت میں جلدی کرے کہ میں نے جو دعا مانگی وہ اب تک قبول نہیں ہوئی۔

ایسا شخص گھبرا کر دعا چھوڑ دیتا ہے اور قبولیت سے محروم رہ جاتا ہے۔

اَحْسَنُ الْوِعَا لآدَابِ الدُّعَاء پراعلیٰ حضرت امام اہلسنّت احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ نے حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ ایک مقام پر دعا کی قبولیت میں جلدی مچانے والوں کو آپ نے اپنے مبارک انداز اور بہت علمی انداز میں سمجھایا چنانچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دنیاوی افسروں کے آرزومندوں کو دیکھا جاتا ہے تین تین برس تک انتظار میں گزارتے ہیں، صبح وشام اُن کے دروازے پر دوڑتے ہیں اور وہ (افسران) ہیں کہ رُخ نہیں ملاتے، جواب نہیں دیتے، جھڑکتے، دل تنگ ہوتے، ناک بھوں چڑھاتے ہیں، اُمیدواری میں لگایا تو بیگار (بیکار محنت سرپر) ڈالی، یہ حضرت گرہ (یعنی امیدوار جب) سے کھاتے، گھر سے منگاتے، بیکار بیگار (فضول محنت) کی بلاء اُٹھاتے ہیں اور وہاں برسوں گزریں۔ ہنوز (یعنی ابھی تک) روزِ اوّل ہے مگر یہ نہ اُمید توڑیں، نہ پیچھا چھوڑیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے دروازے پر اوّل تو آتا ہی کون ہے؟ اور آئے بھی تو اُکتاتے گھبراتے کل کا ہوتا کام آج ہوجائے۔ ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی......صاحب! پڑھا تو تھا کچھ اثر نہ ہوا یہ احمق اپنے لئے اجابت (یعنی قبولیت) کا دروازہ خود بند کرلیتے ہیں۔ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک تم جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی تھی قبول نہ ہوئی۔

دعا کی قبولیت میں تاخیر کا ایک اور سبب

محترم حضرات! دعا کی قبولیت میں تاخیر کی کافی مصلحتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی پیارا دعا کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ یا الٰہی جل جلالہٗ! تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے حکم ہوتا ہے کہ ٹھہرو! ابھی نہ دو تاکہ پھر مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز پسند ہے اور جب کوئی فاسق یا کافر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا کام جلدی کردو تاکہ پھر نہ مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز مکروہ (یعنی ناپسند) ہے۔ (بحوالہ بیہقی)

دعا کی قبولیت میں تاخیر بھی نظرِ کرم ہے

حضرت مولانا نقی علی خان صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اے میرے عزیز! تیرا ربّ جل جلالہٗ فرماتا ہے کہ میں دعا مانگنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں جب مجھ سے دعا مانگے، مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن یقین سمجھ کہ وہ تجھے اپنے در سے محروم نہیں کرے گا اور اپنے وعدے کو وفا فرمائے گا وہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مانگنے والے کو نہ جھڑکنا۔ پھر وہ ربّ جل جلالہٗ کسی طرح اپنے خوانِ کرم سے دور کرے گا بلکہ وہ تجھ پر نظرِ کرم رکھتا ہے کہ تیری دعا کے قبول کرنے میں دیر کرتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن سعید بن قطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا عرض کی اے مالک مولیٰ جل جلالہٗ! میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا؟ حکم ہوا......اے یحییٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں اس واسطے تیری دعا کی قبولیت میں تاخیر کرتا ہوں۔ (بحوالہ: احسن الوعاء)

بعض اوقات ہمارے ذہنوں میں یہ بات آتی ہے کہ دعا آخر کیوں قبول نہیں ہوتی جب کہ احادیث میں قبولیت کی سَند موجود ہے۔

حضرت علامہ مولانا نقی علی خان صاحب علیہ الرحمۃ نے اس کی چند وجوہات لکھی ہیں:۔

۱......دعا کرتے وقت دل کو حاضر رکھنا چاہئے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ غافل کی دعا نہیں سنتا۔

۲......دعا میں جلدی نہ کرے کیونکہ جلدی کرنے سے دعا قبول نہیں ہوتی۔

۳......اَدب کا فوت ہونا، اپنی خطا پر نادم نہ ہونا، خدا تعالیٰ کی شکایت کرنا یہ دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

٤......سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص سفر دراز کرے، بال اُلجھے، کپڑے گرد آلود، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے اور یاربّ! یاربّ! کہے مگر اس کا کھانا، پینا اور پرورش حرام ہو تو اس کی دعا کہاں قبول ہو۔

دعاؤں کی قبولیت کے مقام

(۱) دعا کے وقت باوضو، قبلہ رو، دوزانوں بیٹھے، نیچی نگاہیں کیئے اعضاء کو خاشع بنائے، باادب ہاتھوں کو سینے، شانوں یا چہرے کے مقابل اور ہتھیلیاں پھیلی رکھے (۲) آنسو ٹپکنے میں کوشش کرے اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو کہ یہ دعا کی قبولیت کی دلیل ہے، رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنالی جائے (۳) شبِ قدر اور رمضان کی راتوں میں (٤) روزِ عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ خصوصاً میدانِ عرفات میں (٥) ٹھیک آدھی رات کہ اس وقت تجلّیٔ خاص ہوتی ہے (٦) سحری کے وقت (۷) جمعہ کے دن وہ ساعت جس وقت امام خطبے کیلئے ممبر پر بیٹھ جائے اس وقت یہ ساعت شروع ہوتی ہے اور امام کے سلام پھیرنے تک یہ ساعت رہتی ہے (۸) مسجد کو جاتے وقت (۹) وقتِ اذان (۱۰) تلاوتِ قرآن مجید کے بعد (۱۱) جب مسلمان جہاد میں صفیں باندھیں (۱۲) جب کفّار سے لڑائی گرم ہو (۱۳) آبِ زم زم پیتے وقت (١٤) اِفطاری کے وقت (١٥) برسات برستے وقت (١٦) جب مرغ اذان دے (۱۷) اجتماعی دعا بھی قبول ہوتی ہے (الحمدللہ یہ سعادت اہلسنّت کو حاصل ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد اجتماعی دعا کرتے ہیں) (۱۸) جہاں اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکر ہوتا ہو (۱۹) مسلمان میت کے پاس خصوصاً جب اسکی آنکھیں بند کریں (۲۰) رجب کی چاندرات، شبِ براٗت، شبِ عیدالفطر اور شبِ عیدالاضحی (۲۱) کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے ہی (۲۲) ملتزم سے لپٹ کر (۲۳) زیرِ میزاب (٢٤) حطیم (٢٥) حجرِ اسود (٢٦) رُکنِ یمانی (۲۷) خلفِ مقامِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام (۲۸) صفا اور مروہ (۲۹) مزدلفہ اور منیٰ (۳۰) مسجدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۳۱) مواجہہ شریف سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ...... (امام ابن الجزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دعا یہاں قبول نہ ہوگی تو کہاں ہوگی۔ (۳۲) منبر نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس (۳۳) مسجدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ستونوں کے پاس (٣٤) مسجدِ قباء شریف اور مسجد الفتح شریف میں (۳۵) جبلِ اُحد شریف اور مزاراتِ بقیع و اُحد (۳٦) مزارِ اقدس امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے پاس (مقدمۂ شامی میں ہے کروڑوں شافعیوں کے امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے، دو رکعت نماز پڑھتا اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کی قبرِ مبارک کے پاس جا کر دعا مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے)

(۳۷) ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ تین افراد کی دعائیں مقبول ہیں:۔

(i) مظلوم کی دعا (ii) مسافر کی دعا (iii) ماں باپ کا اپنی اولاد کو کوسنا۔

(۳۸) سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی جانوں پر بددعا نہ کرو، اپنی اولاد کو بددعا نہ دو، اپنے خادم کو بددعا نہ دو اور اپنے مالوں کو بددعا نہ کرو کیونکہ دعا کی قبولیت کی گھڑی ہو سکتی ہے۔ (۳۸) عادل بادشاہ (۴۰) مردِ صالح (۴۱) ماں باپ کا فرمانبردار (۴۲) اولاد کی دعا والدین کے حق میں (۴۳) حجاجِ کرام کی دعا جب تک نہ پلٹے (۴۴) عمرہ کرنے والوں کی دعا (۴۵) بیمار کی دعا (۴۶) دعا کے اوّل و آخر دُرود شریف پڑھنے والی کی (۴۷) والدین کی اولاد کے حق میں (۴۸) کسی مسلمان پر احسان کرنے والے کی دعا (۴۹) بزرگوں کے وسیلے سے (۵۰) سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے...... وَابتغوا اِلیہ الوسیلة (سورۃ المائدہ، آیت:۳۵) **ترجمہ:** اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

حدیث شریف...... حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری بینائی کیلئے دعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو یہ بہتر ہوگا اس نے کہا کہ دعا کیجئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرکے کہو، اے اللہ جل جلالہٗ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے بینائی چاہتا ہوں اُس نابینا نے ایسا ہی کیا اور آنکھ کی روشنی دُرست ہوگئی۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، بیہقی)

صحیح بخاری میں ہے...... امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی اے اللہ! ہم تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ 64 پر یہ حدیث شریف موجود ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مؤذن سے اذان سنو تو وہ جس طرح کہے تم بھی اُسی طرح کہو پھر مجھ پر دُرود و سلام پڑھو اور میرے وسیلے سے دعا مانگو۔

کن کن باتوں کیلئے دعا نہ کی جائے

۱......انبیاء کرام علیہم السلام کا مرتبہ مانگنے کی دعا نہ کرے۔

۲......لغو اور بے فائدہ دعا نہ کرے۔

۳......گناہ کی دعا نہ کرے کہ مجھے پرایا مل جائے یا کوئی فاحشہ زنا کرے۔

٤......قطع رحم کی دعا نہ کرے مثلاً فلاں فلاں رشتہ داروں میں لڑائی ہو جائے۔

۵......اللہ تعالیٰ سے حقیر چیز نہ مانگے کہ پروردگار جل جلالہٗ غنی ہے۔

٦......رنج و مصیبت سے گھبرا کر اپنے مرنے کی دعا نہ کرے کہ مسلمان کی زندگی اس کے حق میں غنیمت ہے۔

۷......کسی مسلمان کو یہ بددعا نہ کرے کہ تو کافر ہو جائے۔

۸......کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اُسے مردود اور ملعون نہ کہے۔

۹......کسی مسلمان کو یہ بددعا نہ دے کہ تجھ پر خدا تعالیٰ کا غضب ہو اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو۔

۱۰......اپنی جانوں، اولادوں، خادموں اور اموالوں پر بددعا نہ کرو۔

یہ تمام دعائیں نہیں کرنی چاہئیں احادیث میں اِن دعاؤں سے منع فرمایا گیا ہے۔ ہم اکثر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ نہ جانے ہم سے ایسا کون سا گناہ ہو گیا ہے کہ ہماری دعائیں اللہ تعالیٰ نہیں سنتا۔

ہم نے کبھی غور کیا! ہم ذرا سوچیں! اپنے آپ سے سوال کریں......

ہم پر اللہ تعالیٰ نے پنجگانہ نماز فرض کیں اور جماعت کو واجب رکھا، کیا ہم نے فرض نمازیں باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کیں؟

کیا ہم نے کوئی سجدہ اپنے پروردگار جل جلالہٗ کے شایانِ شان کیا؟ ...... کیا ہم نے ماہِ رمضان کے روزے حقیقی طور پر رکھے؟

کیا ہم نے حقوق العباد صحیح معنوں میں ادا کیے؟ ...... کیا ہم نے اپنے والدین کی خدمت اور ادب کیا؟

کیا ہم غیبت سننے اور کرنے سے بچے؟ ...... کیا ہم نے بدنگاہی اور بدگمانی ترک کی؟

کیا ہم بدعہدی اور بدگوئی سے محفوظ رہے؟ ...... کیا ہم مسلمانوں کو تکلیفیں دینے سے باز رہے؟

کیا ہم فلموں، ڈراموں اور گانے سننے سے بچے؟ ...... کیا ہم نے سنت کے مطابق زندگی گزاری؟

کیا ہم کسی بھی طرح سے حرام کھانے سے بچے؟ ...... کیا ہم نے پڑوسیوں کے اور اپنی بیوی کے حقوق ادا کیے؟

کیا ہم نے اپنی اولاد کو اسلامی تربیت دی؟ ...... کیا ہم نے دین کے کام کو بڑھانے کیلئے محنت کی؟

یہ تمام سوالات ہم اپنے ضمیر سے کریں تو یقیناً یہی جواب آئے گا کہ غافل رہے پھر ہم کس منہ سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہم نے کون سا گناہ کیا ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

بلکہ ہمیں تو یہ کہنا چاہئے کہ ہم نے کون سی ایسی نیکی کی ہے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے یہ اُس کا فضل ہے کہ ہمیں معاف فرمادیتا ہے اسی لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے ربّ جل جلالہٗ سے دعا مانگیں تو دل میں پوری ہونے کی اُمید رکھیں مگر کسی وسوسے کا شکار نہ ہوں۔

مومن کی دعا کے ثمرات اس کو ہر حال میں ملتے ہیں دعا کرنے سے اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اس کی دعا قبول ہوجاتی ہے یا اس دعا کی برکت سے اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ ہم سے جس قدر ہو سکے گناہوں سے بچنا چاہئے اپنے ربّ جل جلالہٗ سے ہر حال میں خوش رہنا چاہئے کیا معلوم کہ وہ کس حال میں ہم سے راضی ہو، شکوہ اور شکایت سے بچنا چاہئے کہ اسی میں ہماری بھلائی ہے۔

اے میرے اللہ جل جلالہٗ ہمیں تیری رضا پر راضی رہنے اور ہمیں ایسا نیک بنادے کہ ہم مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات بن جائیں۔

آمین

ہاتھ اُٹھتے ہی بَر آئے ہر مُدّعا   وہ دعاؤں میں مولا اثر چاہئے

فقط والسلام

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

30 دسمبر 2002ء بمطابق ۲۶ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ